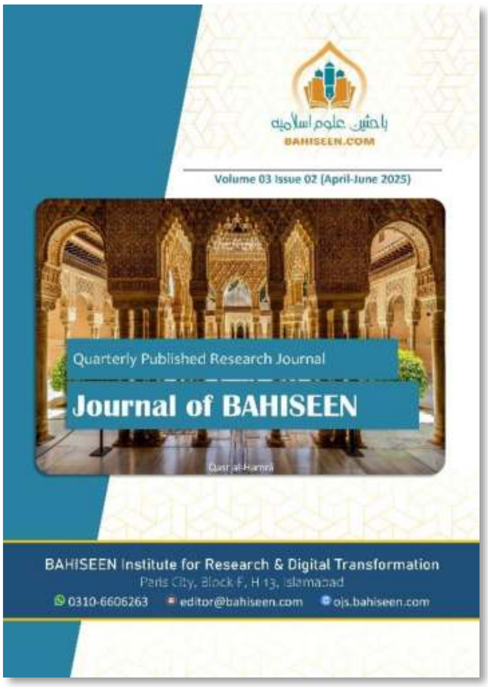

Title
Journal of BAHISEEN
Issue
Volume 03, Issue 03,
July -September 2025
ISSN
ISSN (Online): 2959-4758
ISSN (Print): 2959-474X
Frequency
Quarterly
Copyright ©
Year: 2025
Type: CC-BY-NC
Availability
Open Access
Website
ojs.bahiseen.com
Email
editor@bahiseen.com
Contact
+923106606263
Publisher
BAHISEEN Institute for
Research & Digital
Transformation, Islamabad

خصائص مصطفیٰ ﷺ: تفسیرِ القرآن الکریم (حافظ عبد السلام بھٹوی) کی روشنی میں ایک تحقیقی جائزہ

The Qualities of the Prophet (peace be upon him): A Research Review in the Light of the Interpretation of the Holy Quran (Hafiz Abdul Salam Bhatvi)

Dr. Shazia
Assistant Professor, Department of Islamic Studies,
Government College Women University Faisalabad
Email: shaziaadnan@gcwuf.edu.pk
Fiza Rani
MPhil Scholar, Department of Islamic Studies,
Government College Women University Faisalabad
Email: fizarani268@gmail.com

Abstract

This research study presents an analytical review of the Khasais-e-Mustafa) ﷺ the distinctive attributes of the Holy Prophet (ﷺ in the light of the Qur'anic exegesis. The term Khasais-e-Mustafa ﷺ refers to those unique qualities and characteristics that Allah Almighty granted exclusively to the Prophet Muhammad ,ﷺ distinguishing him from all other prophets and human beings. Based on classical and contemporary exegetical sources, this paper highlights the aspects of the Qur'an that emphasize his exalted status of Prophethood, Maqam-e-Mahmood (the Praiseworthy Station), infallibility, intercession, and his role as Rahmat-ul-lil-Alameen (Mercy for all the worlds). This research not only elucidates the Prophet's ﷺelevated position within Islamic scholarship but also provides practical and intellectual guidance for the Muslim Ummah.

Keywords: Khasais-e-Mustafa ﷺ, Holy Qur'an, Tafsir, Prophethood, Infallibility of Prophets, Intercession, Mercy for all the worlds, Analytical study

تعارف:

آپ کا پورا نام حافظ عبد السلام بن محمد بھٹوی رحمۃ اللہؒ ہے۔ حافظ عبد السلام بھٹوی ۲۷ اگست ۱۹۴۶ء بمطابق ۲۹ رمضان المبارک ۱۳۶۵ھ کو اپنے ننھیال گوہر چک نمبر 8 پتو کی ضلع قصور میں پیدا ہوئے۔[1] 1960ء میں حافظ عبد السلام بھٹوی اپنے والد صاحب کے ہمراہ مدرسہ ڈھلیانہ کو چھوڑ کر دار الحدیث اوکاڑہ تشریف لے گئے۔ وہاں آپ نے سے سکول کی بجائے دار الحدیث اوکاڑہ میں داخلہ لے لیا۔ قرآن مجید حفظ کرنے کے لئے آپ نے جامع مسجد جھنیانوالی لاہور میں داخلہ لے لیا۔ کچھ عرصہ قرآن مجید کیا لیکن کچھ مسائل کی بنا پر آپ وہاں سے مدرسہ چھوڑ کر مدرسہ تجوید القرآن میں معروف استاد قاری فضل کریم کے پاس چلے گئے جو کہ نابینا تھے۔ ان کے پاس آپ نے 1965ء میں قرآن پاک حفظ کر لیا۔[2] حافظ عبد السلام بن محمد نے ۱۹۶۸ء میں ایک گاؤں ضلع بہاولنگر میں شادی کی۔ دو سال بعد طلاق ہوئی۔ ایک بیٹا پیدا ہوا جو کہ چند منٹوں بعد وفات پا گیا۔ دوسری شادی آپ نے اپنے والد محترم کے ساتھی کے گھر کی۔ چند سال بعد آپ کی بیوی وفات پا گئیں اور وہ بے اولاد تھیں۔

تیسری شادی اپنے ہی خاندان میں قاری رحمت 1 اللہ بھٹوی کی ہمشیرہ سے کی۔ جس سے آپ کے چار بیٹے اور ایک بیٹی پیدا ہوئی۔ بیٹی بچپن میں ہی فوت ہو گئی۔ چاروں بیٹے حافظ قرآن ہیں۔ چوتھی شادی 2012ء میں گرجاکھ گوجرانوالہ میں کی جس سے ایک بیٹی پیدا ہوئی۔ آپ کے ورثاء میں دو بیویاں، چار بیٹے اور ایک بیٹی شامل ہے۔[3] حافظ عبد السلام بن محمد 2023ء میں 29 مئی بروز پیر کو دورانِ اسیری دل کی تکلیف کے باعث 77 سال کی عمر میں اپنے خالقِ حقیقی کو جا ملے۔ آپ کا نمازِ جنازہ مرکز طیبہ مریدکے میں ادا کیا گیا اور وہیں پر آپ کو سپردِ خاک کیا گیا۔[4]

تفسیر القرآن الکریم کا تعارف:

تفسیر القرآن الکریم حافظ عبد السلام بن محمد کی لکھی گئی تفسیر ہے۔ تفسیر القرآن الکریم تفسیر بالماثور کا عمدہ نمونہ ہے۔ حافظ عبد السلام بن محمد نے محترم حافظ محمد سعید امیر جماعۃ الدعوۃ کے کہنے پر تفسیر لکھنے کا آغاز کیا۔ اس کے علاوہ محترم سیف اللہ خالد مدیر "دار الاندلس" نے اس کی تکمیل میں حافظ عبد السلام کا ساتھ دیا۔[5]

تفسیر القرآن الکریم میں ترجمہ بھی حافظ عبد السلام کا خود لکھا ہوا ہے۔ تفسیر القرآن الکریم اردو زبان میں لکھی گئی ہے۔ اس تفسیر کو اُردو زبان میں ادارہ دار الاندلس لیک روڈ چوبرجی لاہور نے 2015ء میں شائع کیا۔[6]

جلدوں کا تعارف:

تفسیر القرآن الکریم چار جلدوں پر مشتمل ہے۔

جلد اول:

جلد اول 871 صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں مختصر مقدمہ کے بعد قرآن مجید اور تفسیر کا تعارف دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اس میں حافظ عبد السلام بن محمد کا تعارف بھی موجود ہے۔ جلد اوّل میں سورۃ الفاتحہ سے سورۃ التوبہ تک مضامین کی تفسیر کی گئی ہے۔ اور ایک تا گیارہ (1-11) پارے شامل ہیں۔

جلد دوم:

جلد دوم صفحات پر مشتمل ہے جس میں سورۃ یونس سے لے کر سورۃ الحج تک مضامین کی تشریحات کو بیان کیا گیا ہے۔ یہ پارہ 12 تا 18 پر مشتمل ہے۔

جلد سوم:

جلد سوم صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں سورۃ المؤمنون تا سورۃ الزمر کی تفسیر کی گئی ہے۔ اور یہ پارہ ۱۸ تا ۲۴ پر مشتمل ہے۔

جلد چہارم:

جلد چہارم صفحات پر مشتمل ہے اس میں سورۃ مؤمن تا سورۃ الناس کے مضامین کی تفسیر کی گئی ہے۔ اس میں پارہ ۲۵ تا ۳۰ شامل ہے۔ چاروں جلدیں کتابی شکل میں دستیاب ہیں۔

خصائص مصطفیٰ ﷺ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مبارکہ سے وابستہ معجزات جو صرف آپ ﷺ کو عطا کیے گئے ہیں اور وہ فضائل جو صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخصوص ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص کہلاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے انسانوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بے شمار اوصاف اور کمالات سے نوازا، یہ اوصاف و کمالات ان کے خصائص کہلاتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سلم کی سیرتِ مبارکہ اور خصائص نبوی ﷺ کے بارے میں کثیر علماء کرام نے ان گنت کتابیں لکھی ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے

خصائص وفضائل اس قدر ہیں کہ ان کو شمار کرنا ناممکن ہے۔

ایسی چیزیں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تو فرض ہیں امت پر فرض نہیں:

اللہ تعالیٰ نے بعض احکامات کو خاص طور پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے مقرر فرمایا ہے۔ بعض چیزیں اُمت پر فرض نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فرض کی ہیں، ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔ حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پانچ نمازوں کے ساتھ ساتھ تہجد کی نماز بھی فرض کی گئی تھی اور بعد میں اس کی فرضیت منسوخ کر دی گئی۔

قرآنِ مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ "[7]

(اور رات کے کچھ حصے میں پھر اس کے ساتھ بیدار رہ۔)

حافظ عبد السلام اس آیت کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"اس آیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تہجد کا حکم دیا گیا۔ تہجد نیند ترک کرنے کا نام ہے چاہے وہ رات سونے کے بعد اٹھ کر ہو یا عشاء کے فوراً بعد، نیند کی بجائے قیام کیا جائے۔ اس کا مقصد قرآن مجید کی تلاوت ہے۔ مگر ان تمام احکام کا مخاطب ہر فرد ہے۔ اس لیے تہجد نفلی عبادت ہے، اس لیے یہ نبی کریم ﷺ پر بھی فرض نہیں تھی۔"[8]

2۔ اپنی ازواج کو اپنی قربت میں رکھنے یا نہ رکھنے اور دنیا و آخرت میں سے کسی ایک کا اختیار دینا بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فرض تھا۔

3۔ اگر کسی مسلمان پر قرض کی ذمہ داری ہوتی تو وہ قرض ادا کرنے کی طاقت نہ رکھتا اور وہ فوت ہو جاتا تو اس کا قرض ادا کرنا اور اس کے گھر والوں کی کفالت کرنا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرائض میں شامل تھا۔

4۔ جب کوئی شخص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی ایسی چیز کا مطالبہ کرے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس موجود ہو تو اس کو وہ چیز دینا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فرض ہے۔

قرآن پاک میں اس کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے:

"وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ"[9]

(اور لیکن سائل، پس (اسے) مت جھڑک۔)

حافظ عبد السلام "تفسیر القرآن الکریم" میں اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تنگ دستی دیکھی۔ آپ ﷺ کو غنی کرنا اس بات کا تقاضا ہے کہ آپ ہر سائل کی ضرورت پوری کریں۔ اگر ضرورت نہیں پوری کر سکتے تو کم از کم ان سے پیار سے پیش آؤ، ان کو جھڑکو مت۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بے شمار نعمتوں سے نوازا۔ اگر کوئی علم کے متعلق سوال کرے یا کسی چیز کے بارے میں سوال کرے تو اس کو ڈانٹنا مت بلکہ اس سے حسنِ سلوک سے پیش آئیں۔"[10]

5۔ خالقِ کائنات کی نعمتوں کا ذکر کرنا بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فرض تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ "[11]

(لیکن اپنے رب کی نعمت پس (اسے) بیان کر۔)

اللہ تعالیٰ نے ہمیں بہت ساری نعمتوں سے نوازا ہے۔ نبی کریم ﷺ کے لیے بہت بڑی نعمت ہے۔ ان کے شکر کا تقاضا ہے کہ وہ ان نعمتوں کو تمام لوگوں تک پھیلا دیں۔ اس آیت تمام لوگوں کے لیے سبق ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کا ہر حال میں شکر ادا کریں۔

6۔ اصحاب الرائے سے غیر شرعی امور میں مشورہ کرنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر فرض کیا گیا۔ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

"وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ"[12]

(اور کام میں ان سے مشورہ کر۔)

مشاورت سے پوری جماعت میں باہمی محبت پیدا ہوتی ہے۔ اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو مشاورت کرنے کا حکم دیا گیا۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی زندگی میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بہت سے معاملات میں مشورہ کر لیا کرتے تھے۔ جنگِ خندق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشورہ کرنے پر حضرت سلیمان فارسیؓ نے خندق کھودنے کی رائے دی جس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمل کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس مشورے میں برکت پیدا فرمائی۔[13]

7۔ قرآن مجید کا اُمتِ مسلمہ تک پہنچانا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر فرض تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ"[14]

ترجمہ: (اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! پہنچا دے جو کچھ تیری طرف تیرے رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے اور اگر تو نے نہ کیا تو تو نے اس کا پیغام نہیں پہنچایا۔)

اللہ تعالیٰ کے پیغام میں سے اگر کچھ بھی چھپا لیا یا پہنچانے میں سُستی کی تو گویا سرے سے اس کا پیغام پہنچایا ہی نہیں۔

یہود و نصاریٰ کے بیانات کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن مجید کی بعض آیات مسلمانوں تک نہیں پہنچائیں بلکہ صرف اہلِ بیت کو بتائی، خود علیؓ نے ان کے اس باطل عقیدے کی تردید فرمائی۔ جو شخص یہ کہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں سے کوئی چیز چھپالی تھی جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر نازل فرمائی تو یقیناً اس نے جھوٹ بولا۔[15]

8۔ قرآن پاک میں جو احکامِ شرعیہ بیان ہوئے ان کو قولاً اور عملاً بیان کرنا، ان کا سمجھانا بھی حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فرائض میں سے ایک فرض تھا۔ کلام الٰہی ہے:

"وَ اَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ"[16]

(اور ہم نے تیری طرف یہ نصیحت اتاری تاکہ تو لوگوں کے لیے کھول کر بیان کر دے جو کچھ ان کی طرف نازل کیا گیا ہے۔)

حافظ عبد السلام لکھتے ہیں کہ:

"وحی الٰہی کو رسول اللہ ﷺ پر نازل کرنے کی دو حکمتیں بیان فرمائیں، ایک تو یہ کہ لوگوں کو اس کا مطلب سمجھنے میں کوئی مشکل پیش آنے پر آپ ﷺ ان کے لیے اس کی وضاحت فرما دیں، بلکہ خود اس پر عمل کر کے انھیں اس کی عملی تصویر دکھا دیں۔ کیونکہ آپ ﷺ کی وضاحت اور نمونے کے بغیر وحی الٰہی میں بیان کردہ چیزوں کو سمجھنا ممکن ہی نہیں، مثلاً نماز، روزہ، زکوٰۃ اور دیگر احکام۔"[17]

9۔ اگر کوئی شخص آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے غلط اور مناسب کام یا غلط بات کہے تو اس کی اصلاح اور اُسے تعلیم دینا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فرائض میں سے ایک فرض شامل کر دیا گیا ہے۔

10۔ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا، قتال فی سبیل اللہ کرنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر فرض تھا۔ اس کام میں حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ کوئی ہو یا نہ ہو۔ قرآن مجید میں اللہ کی راہ میں قتال کرنے کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا گیا ہے:

"فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ"[18]

(پس اللہ کے راستے میں جنگ کر نا تجھے تیری ذات کے سوا کسی کی تکلیف نہیں دی جاتی۔)

اس آیت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا گیا ہے کہ آپ ﷺ منافقین کے ساتھ ہونے یا نہ ہونے کی پرواہ نہ کریں بلکہ آپ ﷺ خود جہاد کیلئے نکلیں اور مومنوں کو اس بات کی ترغیب دیں۔[19]

خصوصیات میں وہ چیزیں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ممنوع یا حرام ہیں لیکن امت کے لیے نہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیات میں سے جو چیزیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حرام کی گئی ہیں یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان سے منع فرمایا گیا ان کی تعداد بعض کے نزدیک دس ہے لیکن یہ چیزیں اُمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے حرام یا منع نہیں کی گئی ہیں۔ جو دس چیزیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خاص کی گئی وہ حسب ذیل ہیں:

(1) ٹیک لگا کر کھانا۔

(2) ناپسندیدہ بدبودار کھانے کھانا۔

(3) اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس امر کو حرام کر دیا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زرہ پہن لیں تو اسے اتاریں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جنگ کرنے والے کے درمیان فیصلہ فرمادے۔

(4) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے نفلی صدقہ لینا حرام ہے۔

(5) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل کو زکوٰۃ لینا بھی حرام ہے۔

(6) کسی لونڈی سے نکاح کرنا۔

(7) ایسی عورت سے شادی کرنا جس کی محبت کو ناپسند کرتے ہوں۔

(8) بیویوں میں تبدیلی کرنا یعنی پہلی کو طلاق دے کر دوسری عورت سے شادی کرنا۔

(9) آنکھ کی خیانت، اس سے مراد ایسی چیز ظاہر کرنا جو پوشیدہ امر کے خلاف ہو یا جو چیز ثابت ہو اس سے دھوکہ کھانا جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت لینے پر کفار کی مذمت کی پھر اس کے داخل ہونے پر اس قول کو نرم کیا۔

(10) آزاد کتابیہ عورت سے شادی کرنا۔

اللہ تعالیٰ نے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اِس امر سے بھی منع فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی نظریں ایسی چیز کی طرف اُٹھائیں جن سے خالق کائنات نے لوگوں کو منع کیا۔ اس سے مراد کفار کو دی گئی نعمتوں کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نظر پھیلا کر دیکھنا مراد ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حرام کر دیا۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

"لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَى مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ "[20]

(اپنی آنکھیں اس چیز کی طرف ہر گز نہ اٹھا جس کے ساتھ ہم نے ان کے مختلف قسم کے لوگوں کو فائدہ دیا ہے۔)

حافظ عبد السلام نے اپنی تفسیر میں اس آیت کی وضاحت ان الفاظ میں کی ہے:

"متاع معمولی اور عارضی ساز و سامان ہے اور اس میں ازواج کی بھی مختلف قسمیں بیان کی گئی ہیں مثلاً سرمایہ دار، حاکم، فوجی، زمیندار، کارخانے دار، مذہبی پیشوا وغیرہ۔ اس لیے قرآن مجید جیسی عظیم دولت رکھتے ہوئے آپ ﷺ کفار کے مختلف قسم کی دنیاوی نعمتیں رکھنے والوں کی طرف ہر گز نظر اٹھا کر نہ دیکھیں، خصوصاً جب وہ نعمتیں ان کے لیے فتنہ و فساد کا باعث ہوں۔"[21]

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی جان بنایا اور اِس بات کا ذکر اپنے کلام میں بھی فرمایا کہ:

" النَّبِيُّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ أَنفُسِهِمْ "[22]

(یہ نبی ﷺ مومنوں پر ان کی جانوں سے بھی زیادہ حق رکھنے والا ہے۔)

تمام اہلِ اسلام کے لیے ضروری ہے کہ باپ کے تعلق کو نبی کریم ﷺ کے تعلق سے زیادہ اہم نہ سمجھیں کیونکہ جو تعلق نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہے جو باپ ہی نہیں اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہے۔[23]

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر درج ذیل ہے:

1۔ **رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم**

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی پہلی ہی آیت میں اپنی ذاتِ مقدسہ کے بارے میں ارشاد فرمایا:

" اَلْحَمْدُ للهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ "[24]

(سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے۔)

اپنا تعارف شان ربوبیت کی صفت کے ساتھ کروانے کے بعد اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعارف سورۃ الانبیاء میں اپنے انبیاء کرام علیہم السلام کے قصص واحوال بیان کرنے کے بعد ان خوبصورت کلمات سے کروایا:

" وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ "[25]

(اور ہم نے تجھے نہیں بھیجا مگر جہانوں پر رحم کرتے ہوئے۔)

حافظ عبد السلام نے اپنی تفسیر میں اس آیت کی وضاحت ان الفاظ میں کی ہے:

"ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیجنے کی وجہ مومن و کافر سب پر رحم ہے کہ جو آپ ﷺ پر ایمان لائے گا اس کے لیے دنیا و آخرت دونوں جہانوں میں رحمت لکھی جائے گی اور جو ایمان نہیں لائے گا وہ دنیا میں ان عذابوں سے محفوظ رہے گا جو پہلی اُمتوں پر نبی کو جھٹلانے کی وجہ سے نازل ہوئے تھے مثلاً زمین میں دھنس جانا، شکلیں بدل جانا وغیرہ۔"[26]

آپ ﷺ کی بعثت کا مقصد قرآن پاک میں بہت سی جگہ پر بیان ہوا ہے۔ سورۃ الفتح میں یہ مقصد اس طرح بیان ہوا ہے:

" هُوَ الَّذِيْ أَرْسَلَ رَسُوْلَهُ بِالْهُدَى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهِ"[27]

(وہی ہے جس نے اپنا رسول ﷺ ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اسے ہر دین پر غالب کر دے اور اللہ گواہ کے طور پر کافی ہے۔)

حافظ عبد السلام لکھتے ہیں:

" اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مسجدِ حرام میں امن واطمینان کے ساتھ داخل ہونے کا خواب سچا دکھایا ہے بلکہ اس نے اپنے رسول ﷺ کو ہدایت اور دینِ حق دے کر بھیجا ہی اس لیے ہے کہ وہ صرف مکہ نہیں بلکہ اس دین کو پوری زمین پر اور صرف جزیرہ عرب کے ادیان یہودیت، نصرانیت اور بت پرستی پر نہیں بلکہ دنیا کے تمام دینوں پر غالب کر دے اور یقیناً آپ ﷺ امن واطمینان کے ساتھ مسجدِ حرام میں داخل ہوں گے، مکہ اور جزیرہ عرب فتح ہو گا، پھر زمین کے مشرق ومغرب پر اللہ کا یہ دین چھا جائے گا۔"[28]

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام جہانوں کے لیے رحمۃ اللعالمین بنا کر بھیجا۔ اللہ تعالیٰ تمام جہانوں کو پالنے والا مالک و مختار ہے۔ اس نے ان تمام جہانوں کے لیے رحمت کا اہتمام بھی اپنے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت میں فرمایا۔ اس حوالے سے قرآن پاک میں ارشاد ہے:

" فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ "[29]

(پس اللہ کی طرف سے بڑی رحمت ہی کی وجہ سے تو ان کے لیے نرم ہو گیا ہے اور اگر تو بد خلق، سخت دل ہوتا تو یقیناً وہ تیرے گروہ سے منتشر ہو جاتے۔)

حافظ عبد السلام لکھتے ہیں کہ:

"احد کے دن مسلمانوں نے خوف ناک غلطی کی اور میدان چھوڑ کر فرار ہو گئے، پھر جب رسول پاک ﷺ کی دعوت سے دوبارہ جمع ہوئے کو آپ ﷺ نے ان کو کسی قسم کی سرزنش نہیں کی بلکہ جس اخلاق سے پیش آئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ ﷺ کا یہ حسن خلق اور طبیعت کی نرمی اللہ تعالیٰ کے خاص فضل واحسان اور رحمت کا نتیجہ ہے ورنہ مسلمانوں کا جمع ہونا ممکن نہ تھا۔"[30]

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انسانیت کے لیے رحمت بن کر تشریف لائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سارا بچپن یتیمی میں گزرا لیکن طبیعت وتربیت ایسی تھی کہ صادق اور امین کہلائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہترین اخلاق و کردار کے مالک تھے۔ دورِ حاضر میں ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کی پیروی کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ محبت وعقیدت کا تقاضا یہ ہے کہ ہمیں اپنے اندر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسے اخلاق وخصائص پیدا کرنے چاہئیں۔ ہمیں چاہیئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے تمام پہلوؤں کو جانیں، سمجھیں اور ان میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو رویہ اختیار کیا اسے اپنی زندگی میں اپنائیں۔

سورۃ التوبہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی منشان وقت کو ان کلمات میں بیان کیا گیا

"لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَؤُوْفٌ رَّحِيْمٌ "[31]

(بلاشبہ یقیناً تمہارے پاس تمہیں سے ایک رسول آیا ہے اس پر بہت شاق ہے کہ تم مشقت میں پڑو، تم پر بہت حرص رکھنے والا ہے مومنوں پر بہت شفقت کرنے والا نہایت مہربان ہے۔)

اس آیت میں نبی کریم ﷺ کی صفات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں یعنی وہ خود نہیں آئے بلکہ اللہ کی طرف سے بھیجے گئے ہیں۔ دوسرا یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاص قوم تک نہیں بلکہ قیامت تک تمام عربوں کے لیے رحمت بن کر تشریف لائے۔ تیسری صفت یہ کہ آپ ﷺ ہماری جنس سے ہیں یعنی انسانوں میں سے ہیں۔ تمام انسانی ضروریات انھیں لاحق ہیں۔ چوتھی صفت یہ کہ آپ ﷺ رات دن اسی کوش میں لگے رہتے ہیں کہ جس طرح بھی ہو سکے تم دوزخ سے بچ جاؤ اور دنیا اور آخرت کی فلاح حاصل کر لو۔[32]

بنی نوع انسان کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے خالق ارض وسماں نے بے شمار نبی ورسل مبعوث فرمائے اور نبوت ورسالت کا یہ سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور اس سلسلے کی آخری کڑی پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا تذکرہ قرآن مجید میں ان الفاظ میں کیا گیا ہے۔

"مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَّسُولَ اللهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ وَكَانَ اللهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا "[33]

(محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کا باپ نہیں اور لیکن وہ اللہ کا رسول اور تمام نبیوں کا ختم کرنے والا ہے اور اللہ ہمیشہ سے ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔)

یہاں اس بات کو واضح بیان کیا گیا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اگرچہ زید کو متبنیٰ بنایا مگر وہ آپ ﷺ کے حقیقی بیٹے نہ تھے، نہ ان کے حقیقی باپ تھے۔ اس آیت میں مخالفین کے اعتراضات کو بھی ختم کر دیا گیا۔ پہلا اعتراض یہ تھا کہ محمد ﷺ نے اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کر لیا۔ اس کے جواب میں فرمایا" محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں"۔ یعنی آپ ﷺ نے جس مطلقہ سے نکاح کیا وہ آپ کا بیٹا تھا ہی نہیں۔ دوسرا اعتراض یہ تھا کہ متبنیٰ حقیقی بیٹا نہ سہی، مگر

اس کی بیوی سے نکاح زیادہ سے زیادہ جائز تھا۔ اس کے جواب میں فرمایا گیا اور لیکن وہ اللہ کا رسول ہے۔ اس آیت میں یہ بھی واضح کر دیا گیا کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ نبوت کا یہ سلسلہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر ختم کر دیا گیا۔[34]

حدیث نبویہ سے بھی یہ بات واضح ہوتی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد کوئی اور نبی نہیں آسکتا۔ اگر کسی اور نبی کے آنے کی کوئی بھی گنجائش باقی رہتی تو خالق کائنات یہ ارشاد نہ فرماتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب کی طرف رسول بن کر تشریف لائے ہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی باقی انبیاء ورسل عظام کی طرح مخصوص قوموں یا علاقوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا جاتا۔

"وَمَا أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ "[35]

(اور (اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم نے نہیں بھیجا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مگر تمام جہان والوں کے لیے رحمت بنا کر۔)

شفاعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم:

قیامت کے دن رب ذوالجلال کی اجازت سے نفوس قدسیہ شفاعت کریں گے جن میں انبیاء، اولیائے عظام، حفاظ قرآن اور صالح مومنین گناہ گاروں وخطاکاروں کی شفاعت کریں گے۔ ان نفوس قدسیہ کی شفاعت گناہِ کبیرہ میں مبتلا ہونے والوں کی بخشش کے لیے عذاب الٰہی میں تخفیف کے لیے ہوگی اور صالحین کے درجات کی بلندی کے لیے ہوگی۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شفاعت تمام گناہ گاروں، بے سہاروں اور لاچاروں کے لیے بھی ہوگی۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شفاعت کو شفاعتِ کبریٰ بنا دیا گیا اور شفاعتِ کبریٰ بھی تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خصوصیات میں سے ہے۔

ذیل میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شفاعت کے ثبوت میں چند آیاتِ قرآنیہ کا ذکر کیا جاتا ہے:

رحمۃ اللعالمین سے طلبِ شفاعت:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے شفاعت طلب کرنے کے بارے میں باری تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

"وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللهِ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَّلَمُوْا أَنْفُسَهُمْ جَآؤُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوْا اللهَ وَاسْتَغْفَرَلَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوْا اللهَ تَوَّ ابًا رَّحِيْمًا "[36]

(اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس لیے کہ اللہ کے حکم سے اس کی فرماں برداری کی جائے اور اگر واقعی یہ لوگ، جب انھوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا، تیرے پاس آتے، پھر اللہ سے بخشش مانگتے اور رسول ﷺ ان کے لیے بخشش مانگتا تو اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا نہایت مہربان پاتے۔)

حافظ عبد السلام اس آیت کی وضاحت ان الفاظ میں کرتے ہیں۔ اپنی جان پر ظلم کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ کے پاس آنا آپ ﷺ سے استغفار کروانا صرف آپ ﷺ کی زندگی تک ہی مخصوص تھا۔ اللہ تعالیٰ سے بخشش حاصل کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی جناب میں توبہ و استغفار ضروری ہے لیکن یہاں جو کہا گیا کہ اے پیغمبر وہ تیرے پاس آتے اور اللہ سے بخشش مانگتے اور تو بھی ان کے لیے مغفرت طلب کرتا تو یہ کہ چونکہ انھوں نے جھگڑے کے فیصلے کے لیے دوسروں کی طرف رجوع کر کے آپ ﷺ کی شان کے نامناسب حرکت کی تھی۔ اس لیے اس کے ان کے لیے انھیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آنے کی تاکید فرمائی۔[37]

خالقِ کائنات نے خود اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ایمان والوں کے لیے شفاعت فرمانے کا حکم ارشاد فرمایا:

"وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ "[38]

(اور اپنے گناہوں کی معافی مانگ اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لیے بھی۔)

انسان خطاؤں کا پتلا ہے اگر کسی انسان سے کبیرہ یا صغیرہ گناہ سرزد ہو جائے، تو اس کی تلافی کے لیے اللہ تعالیٰ نے توبہ کا دروازہ کھول رکھا ہے۔ مسلمانوں کے حق میں توبہ کی اہمیت بہت زیادہ ہے جب بھی کوئی کبیرہ یا صغیرہ گناہ سرزد ہو جائے تو اس شخص کو فوراً اپنے گناہ سے سچی توبہ کرنی چاہیے۔ پھر اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ اس بندے کے گناہ کو معاف فرما دیتے ہیں۔ اور توبہ کے بعد بندہ گناہوں سے پاک صاف ہو جاتا ہے۔

مقامِ محمود (مقام شفاعتِ کبریٰ):

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پانچ شفاعتیں قیامت کے دن ہیں:

(1) شفاعت عامہ

(2) بغیر حساب کے قوم کو جنت میں داخل کرنا۔

(3) آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی امت کے موحدین کی ایک جماعت جنہوں نے اپنے گناہوں کی وجہ سے جہنم واجب کر لی ہو گی۔ ان کے بارے میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم شفاعت کریں گے اور اللہ تعالیٰ جس کے بارے میں بھی چاہے گا وہ شفاعت کریں گے۔

(4) گناہ گاروں کے بارے میں بھی جو جہنم میں داخل ہوں گے۔

(5) جنت میں اہلِ جنت کے درجات میں زیادتی اور ان کی بلندی کے بارے میں ہو گی۔

شفاعتِ کبریٰ کا مطلب وہ شفاعت ہے جو سب سے پہلے کی جائے گی کہ قیامت کے دن جب سورج سوا نیزے پر ہو گا، زمین تانبے کی طرح تپ رہی ہو گی، کوئی بھی کسی کا ساتھ نہیں دے گا۔ اللہ تعالیٰ کا جلال اس قدر زیادہ ہو گا کہ کوئی بھی اللہ تعالیٰ سے بات کرنے کی ہمت نہیں رکھے گا۔ سب خوف کے عالم میں نفسی نفسی پکاریں گے حتیٰ کہ انبیاء کرام علیہم السلام بھی نفسی نفسی پکارتے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ اہلِ محشر کا حساب شروع کرے گا تو خوف کی یہ صورت حال ہو گی کہ کلیجے حلق میں اٹک جائیں گے اور آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔ اس مشکل وقت میں صرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات مبارکہ ہی شفاعت کا ذریعہ ہو گی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ کے عرش کے نیچے سجدہ ریز ہوں گے پھر اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو شفاعت کی اجازت عطا فرمائے گا۔ یہی مقام محمود ہو گا جو کام اس دن کوئی نہ کر سکے گا وہ کام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بروز قیامت کریں گے۔ اولین و آخرین تاجدارِ کائنات کی تعریف و تحسین کریں گے۔

مقام محمود کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے:

" عَسٰى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا "[39]

(قریب ہے کہ تیرا رب تجھے مقامِ محمود پر کھڑا کرے گا۔)

ترجمہ: (امید ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا رب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا۔)

مقامِ محمود ایک بہت ہی اعلیٰ اور بلند مقام ہے جس پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو روز قیامت میدان حشر میں اور جنت میں فائز کیا جائے گا۔

ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى "[40]

(اور عنقریب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا رب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اتنا کچھ عطا فرمائے گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم راضی ہو جائیں گے۔)

جب تک اللہ تعالیٰ سب کی شفاعت نہیں فرمائیں گے حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو قرار نہیں ہو گا۔

علومِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

بے شک علمِ کُلی کا مالک اللہ عز وجل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بعد اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ہر قسم کے علم سے نوازا ۔ آسمانوں، مشارق و مغارب اور زمینوں سے متعلق ہر چیز کے علم سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو نوازا گیا۔ یہ خاص عطا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دی۔ قرآن پاک میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علم سے متعلق ارشاد فرمایا:

"وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ "[41]

(اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو وہ کچھ سیکھایا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نہیں جانتے تھے۔)

پوری کائنات میں کوئی شے ایسی نہ رہی جس سے متعلق علم خالقِ کائنات نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو عطا نہ کیا ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو نہ صرف اپنی امت بلکہ دیگر تمام امتوں کے احوال سے بھی پوری طرح آگاہ کیا گیا۔ اسی وجہ سے روزِ محشر اللہ تعالیٰ انبیاء و رسل عظام علیہم السلام اور ان کی امتوں کے احوال پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو گواہ بنا کر لائے گا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی گواہی ان کے حق میں قبول فرمائے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: "وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا "[42]

(اور اسی طرح تو ہم نے تمہیں سب سے بہتر امت بنایا تاکہ تم لوگوں پر شہادت دینے والے بنو اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تم پر شہادت دینے والا ہے۔)

حافظ عبد السلام نے اس آیت کی وضاحت یوں کی ہے:

"دو باتیں جو تمہارے پاس پوری ہیں اور تمہارے مخالفوں کے پاس ناقص ہیں ایک یہ کہ تم تمام انبیاء کو مانتے ہو، یہود و نصاریٰ کسی کو بھی نہیں مانتے۔ دوسرا اس آیت میں قبلہ کی اہمیت بیان کی گئی ہے کہ تمہارا قبلہ کعبہ ہے جو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دور سے مقرر ہے۔ یہود و نصاریٰ اور ان کے قبلے بعد کی بات ہیں۔ اس لیے تمھیں ہر کام میں افضل بنایا تاکہ تم دوسروں کی رہنمائی کر سکو۔ اس آیت میں نبی کریم ﷺ کی تین شہادتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ پہلا یہ کہ انھوں نے صحابہ تک پیغام پہنچا دیا، دوسری وہ شہادت ہے جو اُمتِ مسلمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے خبر دینے کی بنا پر پہلی تمام امتوں پر دے گی کہ ان کے انبیاء نے اللہ کے احکام ان تک پہنچا دیے تھے۔ تیسری شہادت دنیا ہی میں مسلمانوں کی کسی کے حق میں نیک یا بد ہونے کی شہادت ہے جس کی بنا پر نبی کریم ﷺ نے ایک جنازے کے لیے جنت اور دوسرے کے لیے جہنم واجب ہونے کا اعلان فرمایا۔ "[43]

اسلام اور مسلمین کا لفظ صرف تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ ﷺ کی امت کے لیے مخصوص:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دین کے لیے اسلام کا لفظ خاص کیا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متبعین کے لیے مسلمین کا لفظ خاص کیا گیا۔ البتہ انبیاء سابقین پر بھی مسلمین کا اطلاق ہوتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: "اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ أَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيْنًا "[44]

(آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو دین کی حیثیت سے پسند کر لیا۔)

حافظ عبد السلام لکھتے ہیں: "دین کو مکمل کر دینے سے مراد یہ ہے کہ اس کے تمام ارکان، فرائض، سنن، حدود اور احکام بیان کر دیے گئے ہیں۔ اور کفر و شرک کا خاتمہ کر کے اس نعمت کو مکمل کر دیا گیا ہے۔ اب دین میں جو حرام ہونا تھا یا حلال ہونا تھا وہ ہو چکا۔ اب اگر کوئی اس میں تبدیلی یا اضافہ کرے گا یا نئی چیز نکالے گا وہ دین نہیں ہو سکتی بلکہ دین میں بدعت ہے جو سراسر گمراہی ہے۔ "[45]

سورۃ الحج میں بھی اللہ تعالیٰ نے اُمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے مسلمین کا لفظ استعمال فرمایا:

" هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا "[46]

(اُسی نے تمہارا نام مسلمین رکھا، اس سے پہلے اور اس (کتاب) میں بھی۔)

اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کو "مسلم" کا خطاب دیا ہے اور تمہارے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی تمہارا نام یہی رکھا تھا۔

جیسے کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: " رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ "[47]

(اے ہمارے رب! اور ہمیں اپنے لیے فرماں بردار بنا اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک امت اپنے لیے فرماں بردار بنا۔)

اس آیت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ مسلمان اللہ عزوجل کی اطاعت میں پورے کے پورے یعنی مکمل داخل ہو جائیں۔ ایسا کوئی طرزِ عمل اختیار نہیں کرنا چاہیے کہ اللہ عزوجل کی اطاعت و بندگی ایک خاص معاملے میں کرنی ہے لیکن کسی اور معاملے میں نہیں کرنی۔ اللہ تعالیٰ کے احکام میں سے کسی کام کی نفی سے کل کی نفی ہو جائے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ جزوی اطاعت قبول نہیں فرماتا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص مبارکہ میں سے چند خصائص کا تذکرہ کیا گیا ہے وگرنہ حقیقت تو یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ کا ہر ہر گوشہ امتیازی شان واہمیت رکھتا ہے اور منفرد خصوصیات کا حامل ہے۔

حوالہ جات

1. بھٹوی، عبد السلام بن محمد، حافظ، تفسیر القرآن الکریم، دار الاندلس، لیک روڈ چوبرجی، لاہور: پاکستان، 2017ء، ج:1، ص3
2. بھٹوی، محمد طیب، قاری، حافظ محمد بھٹوی وعلمائے بھٹہ محبت، ص:67
3. ایضاً، ص75
4. https://ur.m.wikipedia.org/wiki,30 November, 2024, 09:45 a.m.
5. بھٹوی، عبد السلام بن محمد، حافظ، تفسیر القرآن الکریم، دار الاندلس، لیک روڈ چوبرجی، لاہور، پاکستان، 2017ء، ج:1، ص17
6. ایضاً
7. بنی اسرائیل(17)79
8. بھٹوی، عبد السلام بن محمد، حافظ، تفسیر القرآن الکریم، دار الاندلس، لیک روڈ چوبرجی، لاہور، پاکستان، ۲۰۱۷ء، ج:2، ص:501
9. الضحیٰ(93)10
10. بھٹوی، عبد السلام بن محمد، حافظ، تفسیر القرآن الکریم، ج:2، ص:964
11. الضحیٰ(93)11
12. آلِ عمران(3)159
13. بھٹوی، عبد السلام بن محمد، حافظ، تفسیر القرآن الکریم، ج:1، ص:314
14. المائدہ(5)67
15. بھٹوی، عبد السلام بن محمد، حافظ، تفسیر القرآن الکریم، ج:1، ص:490
16. النحل(16)44
17. بھٹوی، عبد السلام بن محمد، حافظ، تفسیر القرآن الکریم، ج:2، ص:383

18. النساء(4)84
19. بھٹوی، عبدالسلام بن محمد، حافظ، تفسیر القرآن الکریم، ج:1، ص:390
20. الحجر(15)88
21. ھٹوی، عبدالسلام بن محمد، حافظ، تفسیر القرآن الکریم، ج:2، ص:348
22. الاحزاب(33)6
23. بھٹوی، عبدالسلام بن محمد، حافظ، تفسیر القرآن الکریم، ج:3، ص:570
24. الفاتحہ(1)1
25. الانبیاء(21)107
26. بھٹوی، عبدالسلام بن محمد، حافظ، تفسیر القرآن الکریم، ج:2، ص:780
27. الفتح(48)28
28. بھٹوی، عبدالسلام بن محمد، حافظ، تفسیر القرآن الکریم، ج:4، ص:372
29. آلِ عمران(3)159
30. بھٹوی، عبدالسلام بن محمد، حافظ، تفسیر القرآن الکریم، ج:1، ص:313
31. التوبہ(9)128
32. بھٹوی، عبدالسلام بن محمد، حافظ، تفسیر القرآن الکریم، ج:1، ص:869
33. الاحزاب(33)40
34. بھٹوی، عبدالسلام بن محمد، حافظ، تفسیر القرآن الکریم، ج:3، ص:618
35. الانبیاء(21)107
36. النساء(4)64
37. بھٹوی، عبدالسلام بن محمد، حافظ، تفسیر القرآن الکریم، ج:1، ص:379
38. محمد(47)19
39. بنی اسرائیل(17)79
40. الضحیٰ(93)5
41. النساء(4)113
42. البقرہ(2)143
43. بھٹوی، عبدالسلام بن محمد، حافظ، تفسیر القرآن الکریم، ج:1، ص:122
44. المائدہ(5)3
45. بھٹوی، عبدالسلام بن محمد، حافظ، تفسیر القرآن الکریم، ج:1، ص:448
46. الحج(22)78
47. البقرہ(2)128